مہاراجہ رنبیر سنگھ کا دورِ حکومت:

رنبیر سنگھ بڑا دور اندیش اور مدبر حکمران تھا۔اس نے جہاں فتوحات کا سلسلہ قائم کر دیا' وہاں ملکی انتظام وانصرام میں بھی ناقابلِ فراموش کارنامے سرانجام دیے۔ جنگ وجدل پر اتر آتا تو دشمن کو تنکوں کی طرح بکھیر دیتا تھا۔

اس کا دل رعایا کی آسودگی اور آرام کی خاطر بے چین رہا کرتا تھا۔اس نے ریاست کی تعمیر وترقی کے لیے بیرون ملک سے ہنر مند افراد کو بلا کر مختلف محکموں کا ذمہ دار بنا دیا۔اس کے علاوہ باقاعدہ عدالتی نظام قائم کر کے انصاف کے عمل کو یقینی بنایا۔ان کے بنائے گئے بہت سے قوانین لازمی ترامیم کے ساتھ اب بھی رائج ہیں۔محکمہ پولیس قائم کیا،ڈسپنسریاں بنائیں،سڑکیں تعمیر کیں،مسافر خانے اور پڑاؤ (سرائے،چوکی) پر رسد پہنچانے اور بار برداری کا انتظام درست کیا۔گلگت سے سکردو تک برقی تار بچھایا۔مدارس قائم کیے،صنعت وحرفت کو ترقی دے کر ملک کو خوشحال بنایا۔ایک جرنیل کے ماتحت فوج کے چار بیڑے بنائے۔تار برقی کے لیے انگریزی حروف کے بجائے فارسی ابجد کی علامات استعمال کیں۔فوج کے ایک بیڑے کو گلگت بلتستان اور لداخ میں متعین کر دیا،جن کے لیے ہر دو سال بعد ٹرانسفر کا نظام ترتیب دیا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کا نظام عدالت دیدنی تھا۔دس بجے صبح بذاتِ خود ولی عہد کے ساتھ دربار میں حاضر ہوتا،امراء اور وزراء کی قطاریں قدرے نیچے دیواروں کے سہارے لگ جاتیں۔سائلوں کو اسٹامپ پر ان کی عرضیاں لکھ کر تھمائی جاتی تھیں۔باری باری ہر درخواست پر غور کیا جاتا،جن میں معمولی شکایات وضروریات کے علاوہ قتل وفساد تک کے مقدمات شامل ہوتے تھے۔فیصلہ درخواست کی پشت پر لکھ کر واپس کرتے تھے۔درخواست گزار کو مہاراجہ تک رسائی حاصل تھی۔مہاراجہ تین گھنٹے تک درخواستوں کی سماعت کرتا،ذاتی طور پر معاملے کی تہ تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا اور کمال انصاف سے فیصلہ صادر کرتا تھا۔

مہاراجہ دوپہر کو محافظ دستے کے ہمراہ سیر کو نکلتا تھا۔بسا اوقات انصاف کی کرسی ولی عہد میاں صاحب کے حوالے کر کے خود وزیروں اور جرنیلوں کے ساتھ ملکی معاملات کے نشیب وفراز سلجھانے میں لگ جاتا۔ملازموں اور آفیسران کی تربیت کا بھی اعلیٰ بندوبست تھا۔سر فرانس ینگ ہسبنڈ (Sir Frances Yang Hisband) رقمطراز ہے کہ راجہ کے درباروں میں اخلاقی تعلیم دی جاتی تھی۔لوگ ایک دوسرے کے اعمال وکردار کو دیکھ کر اپنی اصلاح کرتے تھے،اعلیٰ وادنیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے اصول،قواعد اور بات چیت کے آداب سیکھ لیتے تھے۔

الغرض مہاراجہ رنبیر سنگھ ایک ایسا مثالی حکمران تھا جس کے عدل وانصاف اور رفاہی پروگراموں کے طفیل امراء سے رعایا تک اور اہل صنعت وحرفت سے زمیندار وکاشتکار تک سب پرسکون اور خوشحال رہے۔اسی کے نام پر سکردو میں سرکاری دفاتر کی جگہ کا نام ''رنبیر گڑھ'' رکھا گیا،جو آج کل ''حمید گڑھ'' کے نام سے معروف ہے۔انہوں نے اٹھائیس سال تک نہایت کامیابی سے حکومت کی اور 12 ستمبر 1885ء کو وفات پا گیا۔ان کی وفات کے بعد ان کا فرزند میاں پرتاب سنگھ تخت نشین ہوا۔

سوانح علمائے اہلحدیث

وکیل صحابہ مولانا ابوالبرہان عبدالمنان کریسیؒ

ابراہیم خلیل عبدالرحیم کریسی

پیدائش و نام ونسب: ابوالبرہان مولانا عبدالمنان بن رستم رحمۃ اللہ علیہ غالباً 1905ء میں علاقہ کریس کے مشہور گاؤں میرپی کھور (سادات کالونی) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام ''غلام محمد'' رکھا تھا، جب آپ حصول تعلیم کے لئے امرتسر پہنچے تو اساتذہ کرامؒ نے نام بدل کر ''عبدالمنان'' رکھا اور یہی نام معروف ومشہور ہوا۔

حصول علم کے لیے سفر اور اساتذہ کرام: آپؒ نے امرتسر (پنجاب) کی طرف سفر کیا، جہاں مناظر اسلام ثناء اللہ امرتسریؒ کے مدرسے میں پانچ برس تک تعلیم حاصل کی۔ لیکن سند فراغت مدرسہ مظاهر الاسلام لاہور میں پڑھ کر حاصل کی۔ پھر مناظر اسلام عبدالشکور لکھنویؒ کے مدرسے ''ادارۃ المبلغین'' میں تین سال تک فن مناظرہ کی تربیت حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد دوبارہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے پاس دو سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس طرح حصول علم کے لیے مختلف شہروں میں ممتاز علمائے اسلام کے پاس زانوئے تلمذ تہ کر کے علمی رسوخ اور فقہی بصیرت سے معمور و مزین ہو گئے۔ اور دعوت وتبلیغ کا جذبہ لے کر آبائی وطن کریس بلتستان تشریف لائے۔ اور تن من دھن سے دین حنیف کی خدمت میں جُت گئے۔

سکردو شہر میں علمائے حق پر پہلا حملہ: علاقے کے آفیسران کو بلتستان کی سرزمین پر حق پرست وحریت پسند اہل سنت کا وجود گوارا نہ ہوا۔ انہوں نے حکمرانوں کو غلط رپورٹیں دیں اور فرزندان توحید کے دشمنوں کو ابھارا۔ سکھ وزیر وزارت لداخ اور تحصیلدار کی ملی بھگت سے سازش تیار ہوئی.....

اوائل مارچ 1946ء میں ''سیرت النبی ﷺ کانفرنس'' کے نام پر جامع مسجد کشو باغ سکردو میں فرزندانِ توحید اور شیدائیانِ سنت پر جو منظم اور مسلح حملہ ہوا، اس میں 11 عمائدین اہل سنت کے ساتھ آپؒ بھی زخمی ہوئے اور سول ہسپتال کشو باغ سکردو میں کئی روز تک موت وحیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد ہوش میں آئے۔ اور کسی قدر علاج کے بعد فارغ کر دیے گئے۔ بہر حال مقدمہ بازی کے بعد آخر کار صلح وآشتی سے رہنے کا لائحہ عمل طے ہوا۔ (دیکھیے: التراث ۱۳/ ۷۶-۷۷)

مولانا عبدالمنانؒ کی دینی خدمات اور امتیازی صفت: آپؒ نے مسلک حقہ کی نشر واشاعت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپؒ کی دعوت سے مسلک اہل حدیث کو کافی پذیرائی ملی۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین نے آپ کو کئی ناجائز مقدمات میں الجھائے رکھا تاکہ دعوت وتبلیغ کی فرصت ہی نہ مل سکے۔ پھر بھی آپ اپنے دینی فریضے کو امکانی حد تک سناتے رہے۔